دیارِ غیر
عید اسپیشل
بقلم اقرا صمد

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

دیارِ غیر

از اقرا اصمد

www.novelsclubb.com

یہ جدہ کی ایک مصروف شاہراہ تھی، آس پاس ڈھیروں گاڑیاں زن کرتی ہوئی بھاگ رہی تھیں اور بہت ساری پارکنگ لاٹ میں جگہ گھیرے کھڑی تھیں۔

غرض یہ کہ اسکے ہر طرف گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں اور وہ ایک نفوس ہاتھ میں ڈسپوزیبل چائے کا کپ لیے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا، نیلی ٹی شرٹ پہ کالی پینٹ اور کالی پی کیپ پہنے، اپنی کمر گاڑی کے ڈرائیونگ سائڈ دروازے سے ٹکائے، چائے سے اٹھتی بھاپ کو غور سے دیکھ رہا تھا، اس کا چہرہ واضح نہ تھا کیونکہ رات کا وقت تھا اور آدھا چہرہ پی کیپ نے ڈھانپ رکھا تھا مگر قدو کاٹھ سے وہ ایک خوبرو

نوجوان لگتا تھا جس کی عمر تیس کے لگ بھگ ہو گی۔ بظاہر اسکی نگاہوں کا مرکز چا ئے سے اٹھتی بھاپ تھی مگر یہ بھاپ صرف ہم جیسوں کے دیکھنے کے لیے تھی اسکو تو اس بھاپ میں کئی قریبی بلکہ جان سے پیارے لوگوں کے چہرے نظر آ رہے تھے، بھاپ کی ایک لہر ایک شناسا چہرے کے ساتھ اٹھتی اور ہوا میں تحلیل ہو جاتی، اسی طرح دوسری لہر دوسرے چہرے کے ساتھ آتی اور یوں چہروں کے بننے بگڑنے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری تھا کہ بھاپ رفتہ رفتہ کم ہونے لگی اور چائے ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھی مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔ یہ وہ شکلیں تھیں جن کی خوشی کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا تھا، پھر اپنی ایک معمولی سی خواہش کو مارنا اس کے لیے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ دماغ کو اس نے بڑی سمجھداری سے سمجھا لیا تھا مگر یہ جو کمبخت دل ہے ناں یہ کسی طور سمجھتا ہی نہیں، یہ جو بس چاہتا ہے فوراً چاہتا ہے ورنہ اسکو پاکستان سے سعودیہ عرب آئے ابھی سال ہی تو ہونے کو آیا تھا اور یہاں تو ایسے بھی لوگ موجود تھے جو چار پانچ سالوں سے گھروں سے دور تھے اور ابھی بھی جانے کا نام تک نہیں لیتے تھے۔ کیا وہ کمزور مرد تھا جو اسکو اتنی جلدی گھر کی یاد

www.novelsclubb.com

ستانے لگی تھی؟ ابھی وہ انھی سوچوں میں گم تھا کہ اسکی بھاری بھر کم میڈم جنکو وہ اماں رباب کہتا تھا اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ بڑے بڑے شاپنگ بیگز لیۓ اسکے سر پہ آ پہنچی تھیں۔ان کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی عبدالہادی نے ہاتھ میں پکڑی چائے کو فوراً گاڑی کی چھت پہ رکھا اور دوسری طرف گھوم کے آیا اور ان کے لیے پیچھے کی طرف کا دروازہ کھول دیا، شاپنگ بیگز عبدالہادی کو پکڑاتیں وہ باری باری گاڑی میں سوار ہو گئیں۔اس نے تمام بیگز گاڑی کی ڈگی میں رکھے اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ کچھ ہی منٹوں میں سفید گاڑی جدہ کی سڑکوں پہ بھاگتی ہوئ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

بابا آپ مجھے عید کا سوٹ دلوانے کب لے جاؤ گے؟ گڑیا نے آنکھیں مٹکاتے ہوۓ سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

بیٹا ابھی بہت دن پڑے ہیں عید میں، جب عید سے ایک ہفتہ رہتا ہو گا تب ہم شاپنگ کرنے چلیں گے۔اس کو اپنی ننھی پری پہ بے انتہا پیار آیا۔

مگر بابا میری ساری سہیلیوں نے عید کے کپڑے بنوا لیے،بس میرا ہی رہتا ہے، گڑیا نے منہ بسور کے مگر بڑے لاڈ سے کہا۔

عید تک ان سب کے کپڑے پرانے ہو جائیں گے،میری گڑیا کا سوٹ بالکل نئے ڈیزائن کا اور سب سے پیارا ہو گا۔اس نے گڑیا کو گود میں لے کے پیار سے سمجھایا اور ماتھے پہ شفقت بھرا بوسہ دیا۔

گڑیا کیوں تنگ کر رہی ہو بابا کو؟ کہا تھا ناں کچھ دن تک چلیں گے شاپنگ کرنے ،ریما کا اسے یوں فرمائش کرنا پسند نہیں آیا تھا۔

کیونکہ وہ اپنے شوہر کے مالی حالات سے بخوبی واقف تھی اور جانتی تھی کہ وہ اس وقت بھی کس دل سے گڑیا کو بہلا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کیوں ڈانٹ رہی ہو بچی کو؟ گڑیا باپ کی گود سے اتر کے فورا باہر کی طرف بھاگ گئ۔

آپکی بچی بھی سر کھا جاتی ہے، جب تک روکو نہ اس لڑکی کے سوال ہی ختم نہیں ہوتے۔

ریما کی اس طرف پشت تھی کہ وہ جلدی جلدی کپڑے تہہ لگا کے الماری میں رکھنے میں مصروف تھی پھر اسکو جا کے ہنڈیا بھی چڑھانی تھی اور کڑھائ کر کے باجی شائلہ کا سوٹ بھی دینا تھا۔

اب کی بار کوئ لارا نہیں لگا رہا ہوں پکا اس ہفتے کے آخر تک پیسے آجائیں گے، وہ شرمندہ سا اس کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا اور ان الفاظ نے سیدھا ریما کے دل پہ وار کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

جانتی ہوں کہ نہ آپ نے کبھی لارے لگائے ہیں اور نہ کبھی لگاؤ گے، جو بھی ہو رہا ہے اس میں آپکا کوئی قصور نہیں، وہ مڑے بغیر نرمی سے گویا ہوئی کہ اپنے شوہر کو اس طرح دیکھنے کے لیے جو جگرا چاہیے ہوتا ہے وہ اس کے پاس نہیں تھا۔

تمہیں اور گڑیا کو میری وجہ سے یوں خواہشیں مار کے جینا پڑ رہا ہے اس سے بڑا قصور کیا ہو گا؟ اس کی آواز لڑکھڑائی تھی۔

آپکو کیوں لگتا ہے کہ یہ سب آپکی وجہ سے ہے؟ رزق اللہ پاک کی دین ہے اور اس گھر میں سب کا مشترکہ آتا ہے کہ یہ ہم سب کا نصیب ہے، رزق میں تنگی ہم سب کی آزمائش ہے آپکا قصور نہیں، وہ یکدم پلٹی اور اب بنا رکے بولے جا رہی تھی۔

بہت خوش نصیب ہوں میں جو مجھے تمہارے جیسی بیوی ملی، مگر اتنا ہی بد نصیب ہوں کہ تمہیں اس طرح نہیں رکھ سکا جس طرح رکھنے کے لیے تم بنائی گئی ہو، اس نے جھکے سر کے ساتھ ریما کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور شہادت کی انگلی

www.novelsclubb.com

اور انگوٹھے میں پڑی گانٹھ کو شدت سے محسوس کیا جو مستقل کڑھائی کرنے سے اس کے ہاتھ میں پڑ چکی تھی۔

سوچ لیں کہیں یہ خوش نصیبی مہنگی نہ پڑ جائے، ریما نے ماحول کی تلخی کو کم کرنے کے لیے بات کا رخ بدلا۔

اچھا ایسا کیسے ہو سکتا ہے بھلا؟ انجان بننے کی ناکام کوشش ہوئی۔

وہ ایسے کہ مجھے بہت کام ہے ابھی اس لیے کچن میں چلیں اور میری تھوڑی مدد کر دیں،، اگر سارے کام وقت پہ نہ ہوئے تو یہ خوش نصیبی آپکے لیے مہنگی پڑ سکتی ہے ریما نے اتراتے ہوئے اسے یاد دلایا۔

جو حکم سرکار، وہ بھی اک ادا سے کہتا اس کے پیچھے ہو لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے میں نیم اندھیرا تھا اے سی نے کمرے کو ٹھنڈا ایخ کر دیا تھا اور گھڑی شام کے پانچ بجا رہی تھی۔ ایک وجود کمبل میں دبک کے منہ سے پیر تک کمبل لپیٹے سویا ہوا

www.novelsclubb.com

تھا جب اس کی آنکھ واش روم میں کھلے نل سے گرتے پانی سے کھلی اور اگلے ہی پل وہ نیند میں ڈوبا وجود ایک جھٹکے سے اٹھا اور ننگے پیر ہی واش روم کے دروازے پہ جا پہنچا اور وہاں بیسن پہ جھکے مرجان کو دیکھ کے اسکی جان میں جان آئی ورنہ وہ تو سمجھا تھا کہ پانی کا نل کھلا رہ گیا تھا اور اب تک تو باتھ روم تیر رہا ہو گا۔

تم اُٹھ گیا مارا؟ ورنہ ہم تو بہت آرام سے آیا تھا کہ تمہارا نیند خراب نہ ہو؟ مرجان نے اسے بگڑے موڈ اور حلیے میں دیکھا تو بہت محبت سے گویا ہوا۔

تم جتنے بھی آرام سے آؤ فرق نہیں پڑتا تمہاری یہ نسوار کی بُو کسی مردے کو بھی جگا نے کی طاقت رکھتی ہے۔وہ بیزار ہو کے بولا کیونکہ اسے نسوار سے سخت چڑھ تھی۔

نہ بھائی ایسا تو مت بولو، پردیس میں یہی نسوار ہی تو ساتھی ہے، یہ محبوبہ جیسا کام کرتی ہے، کبھی تم بھی رکھ کے دیکھو ناں، مرجان اسکو تپانے کے لیے مزید شریر

www.novelsclubb.com

ہوا، آنکھ دبا کے اس کو دیکھا اور سر پہ پاکول رکھنے لگا (ایک خاص طرح کی گول اور سائیڈوں سے مڑی ہوئی ٹوپی، جو اکثر پٹھان پہنتے ہیں)۔

عبدالہادی نے بس گھورنے پہ اکتفا اور منہ دھونے چل دیا اور مرجان واپس جانے لگا مگر اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر قدم رکھتا ہادی نے جا کے اسے پیچھے سے دبوچ لیا۔ اور ایک دو مکے جڑ دیے۔

ماڑا تم پاگل ہو گیا ہے کیا؟ ہادی کے یوں اچانک حملے سے وہ بوکھلا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

میں پاگل ہوں یا تم پاگل ہو جس کو ایک بات سمجھ نہیں آتی ہاں؟ کتنی بار کہا ہے میرے واش بیسن میں نسوار مت پھینکا کرو مگر تم باز نہیں آتے، ہادی اب اسکا گریبان پکڑے، نتھنے پھلائے غصے سے چلا رہا تھا۔

یہ صرف تمہارا بیسن نہیں ہے، ہم بھی اسکو استعمال کر سکتا ہے، مرجان نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔

اچھا کونسا حق ہے اس پہ تمہارا جس سے میں بے خبر تھا؟عبدالہادیٔ کی گرفت اس کے کالر پہ مزید سخت ہوئ۔

کیونکہ اس گھر کی وراثت میں اماں کوثر کا بھی حق ہے، ہم اسکا ڈرائیور ہے تو ہم یہاں کے ڈرائیور کے کمرہ میں آکے رک سکتا ہے، مرجان نے ملازم ہونے کا حق جتایا جس پہ ہادی نے طیش میں آکے دو تین مکے اور جڑ دیے۔

سب لوگ شور سن کر اپنے کمروں سے نکل آئے، مگر اب دونوں میں ہاتھا پائ شروع ہو چکی تھی اور آس پاس کے ملازم اپنے کمروں میں سے نکل کر تماشا دیکھ رہے تھے اور ان کو چھڑانے کی کوشش کر رہے تھے، اتنے میں یہ خبر مالکان تک جا پہنچی تھی اور ابو سعد نے آکے انکو روکا اور وقتی صلح صفائ کرائ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

عبدالہادی تمہیں مرجان سے کیا مسلئہ ہے؟ کیوں لڑ پڑے تم اس سے؟ ابوسعد کے لیے ہادی کا یہ روپ بالکل نیا تھا وہ اپنے کام سے کام رکھنے والا بندہ تھا۔

وہ ایک غلیض انسان ہے، ہر بار آ کے میرا کمرہ گندہ کر دیتا ہے، ہادی نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔

وہ کبھی کبھار ہی آتا ہے یہاں، اس لیے تھوڑا برداشت کر لیا کرو، ابوسعد نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

مگر وہ میرے کمرے میں آ کے رہتا ہے، گندگی پھیلاتا ہے اور پھر مجھ سے بدتمیزی بھی کرتا ہے اس لیے اب میری برداشت کی حد ختم ہو گئی ہے۔ عبدالہادی ایک بار پھر طیش میں آنے لگا تھا۔

اس نے کیا بدتمیزی کی تم سے اور تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ ابوسعد کا حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

وہ میرے کمرے میں آ کے مجھے دھمکی دیتا ہے کہ اماں کوثر کا ڈرائیور ہونے کی حیثیت سے اسکا بھی میرے کمرے پہ حق بنتا ہے کیونکہ اماں کوثر کا آپکی وراثت میں حصہ ہے، ہادی نے منہ بنا کے بتایا۔

بات تو وہ صحیح کہتا ہے میری بہن کا حصہ تو ہے اس گھر میں، ابوسعد اسکی بات سن کے مسکرا پڑے۔

آپکی بہن کا حصہ ہو گا اس گھر میں مگر مرجان کا میرے کمرے میں کوئی حصہ نہیں۔

www.novelsclubb.com

انکا یوں مسکرانا ہادی کو مزید تپا گیا تھا۔

دیکھو اخت کوثر کبھی کبھار یہاں آتی ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ آ جاتا ہے ایک آدھ دن رک کے پھر چلا جاتا ہے تو تھوڑا برداشت کر لو۔ انہوں نے پیار سے سمجھایا۔

اسکی اور میری نہیں بنتی آپ اسکو کسی اور ملازم کے ساتھ رکھنے کا کہہ دیں، ورنہ آپ اسی کو رکھ لیں مجھے پاکستان واپس جانا ہے، عبدالہادی نے کسی حتمی فیصلے کی طرح اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

خلص خلص عبدالہادی، میں مرجان کو کہہ دوں گا وہ تمہارے کمرے میں نہیں آئے گا بس تم اس سے صلح کرلو اب، ابو سعد نے راضی ہونے والے انداز میں ہاتھ کھڑے کیے اور پھر ہادی کے کندھے پہ تھپکی دے کے آگے بڑھ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

بابا۔۔ بابا۔۔ گڑیا بھاگتی ہوئی کچن میں آئی جہاں وہ دونوں میاں بیوی مل کے کھانا بنانے میں مصروف تھے۔ ریما پیاز کے بعد اب ٹماٹر کاٹ رہی تھی اور وہ پیاز بھوننے کے لیے ہنڈیا میں چمچ ہلا رہا تھا۔

کیا ہو گیا ہے بابا کی جان؟ اس نے گڑیا کو ڈرا ہوا دیکھا تو فوراً اس کی طرف لپکا۔

وہ باہر شکیل انکل اتنا بڑا بیل لے کے آئے ہیں اور وہ پوری گلی میں بھاگ رہا ہے،

گڑیا نے سہمی ہوئی آواز میں سارا ماجرا سنایا۔

اس نے باہر جانے کا ارادہ کیا تاکہ پتا لگا سکے ہوا کیا ہے، اتنے میں ابا ہانپتے ہوئے آئے اور دروازے کو فوراً کنڈی چڑھا دی۔

کیا ہو گیا ہے ابا؟ سانس کیوں پھولی ہوئی ہے آپکی؟ ہادی نے انکو چارپائی پہ بٹھایا اور پانی کا گلاس لینے کچن کی طرف دوڑا۔

منحوس مارا سانڈ پیچھے پڑ گیا تھا اس شکیل کا، اللہ کرے خیر سے جلد قربانی کا دن آئے اور یہ جانور ذبح ہوں نماز بھی سکون سے نہیں پڑھنے دی۔۔ وہ ابھی تک ہانپ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

کیوں ابا جی بیل کیا منبر پہ چڑھ گیا تھا؟ عبدالباری ہاتھ میں پکڑے چنے کسی سپاری کی طرح منہ میں پھانکتا ہوا کمرے سے نمودار ہوا۔

مسجد تک تو آ گیا تھا بیٹا جی! ہم بزرگوں میں اتنا دم نہیں تھا کہ اسکو منبر پہ چڑھتا دیکھتے اس لیئے موقع ملتے ہی فرار ہو آئے البتہ آپ آج غلطی سے مسجد کا رخ کر

لیتے تو شاید باقی کی رُوداد آپ سے سن لیتے۔۔وہ بھی ان کے باپ ہی تھے سیدھا اس کے نماز نہ پڑھنے پہ چوٹ کی۔

عبدالباری زیادہ نہیں تو تھوڑا شرمندہ ضرور ہوا اور ہاتھ میں پکڑے چنے منہ میں ڈالتے ہی ہاتھ جھاڑے اور واپس کمرے کا رُخ کرنے لگا مگر اسی وقت دروازہ بج اٹھا تو اسے نہ چاہتے ہوئے بھی منظر پہ رہنا پڑا اور دروازہ کھولنے چل پڑا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہادی اور مرجان بالکل آمنے سامنے بیٹھے تھے،ہادی معمول کی طرح پینٹ شرٹ کے ساتھ پی کیپ پہنے ہوئے تھا اور مرجان نے عربوں کے روایتی سوٹ یعنی سفید جبہ کے ساتھ پاکول پہن رکھی تھی،اس طرح وہ خوبصورت عربی پٹھان لگتا تھا۔

مرجان کو یہاں کام کرتے ہوئے تقریباً پانچ سے سات سال ہو چکے تھے اور وہ یہاں کے ماحول میں بالکل رچ بس چکا تھا عربوں کا طرز لباس، انکے کھانے اور روایات وہ ہر چیز سے بخوبی واقف تھا۔اور سب سے بڑھ کر اسے عربی پہ عبور حاصل تھا اور کسی اجنبی ملک میں قدم جمانے کے لیے سب سے ضروری وہاں کی زبان ہوتی ہے، زبان سیکھ لینے سے آپکے بہت سارے مسلئے حل ہو جاتے ہیں اور اسی بات کا مرجان کو بھی ناز تھا، وہ ایک پینتیس سال کا خوبرو مرد تھا جو باہر سے بالکل لاپرواہ اور لاابالی سا لگتا تھا مگر اندر سے اتنا ہی نرم اور باریک بین تھا، مگر اس بات سے صرف وہی واقف تھے جو اسے اندر سے جانتے تھے اور عبدالہادی ابھی ان لوگوں میں شامل نہیں ہوا تھا۔

کیونکہ مرجان کے برعکس عبدالہادی ایک سنجیدہ مزاج اور اپنے کام سے کام رکھنے والا بندہ تھا، اسے ابھی یہاں آئے ایک سال کا ہی عرصہ ہوا تھا اور وہ صرف قدم جمانے اور گھر کے قرضے اتارنے میں مصروف رہتا تھا کیونکہ وہ اسی مقصد کے لیے یہاں آیا تھا۔اسے مرجان سے کوئی مسئلہ نہیں تھا اسے نسوار سے مسئلہ تھا وہ ہمیشہ

سے ہر قسم کے نشے سے دور بھاگتا تھا اور اسکی یہی چڑھ اسے ہاتھا پائی پہ مجبور کر گئ تھی اور اب وہ خود بھی کچھ شرمندہ اور سر جھکا کے بیٹھا تھا۔

لالا تم کو ہمارا آنا برا لگتا ہے تو ہم نہیں آئے گا تمہارا کمرے میں، ہادی کا جھکا سر دیکھ کے مرجان نے خود ہی بات کا آغاز کر دیا۔

مجھے تمہارے آنے سے نہیں تمہارے میرے کمرے میں نسوار کھانے اور واش بیسن میں پھینک کے جانے سے مسئلہ ہے، ہادی نے جھکے سر اور روٹھی آواز میں کہا

www.novelsclubb.com

۔

نسوار کے بغیر گزارا نہیں ہے اپنا مارڑا، ہم تو نسوار کھائے گا، مرجان اپنے اسٹائل میں واپس آچکا تھا۔

تو کھاؤ یار مجھے اس سے کیا بس میرے کمرے میں آ کے مت کھایا کرو، ایک سال سے تمہیں یہی سمجھا رہا ہوں، ہادی جھنجھلایا۔

اب کیا ہم نے جو تازہ نسوار رکھا ہوا اسکو ضائع کر دیں کہ ہادی صاحب کا کمرہ میں آ گیا ہے، تم کو پتا بھی ہے پاکستان سے یہاں نسوار لانا کتنا محنت مانگتا ہے؟ وہ اب ہادی کو چڑا رہا تھا اسکی کم عقلی پہ۔

تو تم کونسا جہاد کا کام کر رہے ہو؟ اسمگلنگ کہتے ہیں اسکو جو تم اس نسوار کے لیے کرتے ہو، ہادی اسکے یوں چڑانے پہ تپ گیا تھا اور ساری شرمندگی ہوا ہو گئی تھی۔

تمام تمام مرجان خان، عبدالہادی، ابو سعد کو اب بیچ میں آنا ضروری لگا تھا کہ وہ چاہتے تھے دونوں پاکستانی اپنی زبان میں بھائیوں کی طرح مسئلہ حل کر لیں مگر یہاں ماحول ایک بار پھر کشیدہ ہونے لگا تھا۔

دونوں ایک دوسرے سے معافی مانگو اور گلے ملو، اس بار ابو سعد کا لہجہ سخت تھا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو میکانکی انداز میں دیکھا اور معذرت کر کے گلے لگ گئے البتہ منہ دونوں کے بنے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

میں آئندہ لڑتا نہ دیکھوں، عبدالہادی مرجان خان تمہارے کمرے میں آئے گا اور مرجان خان تم اسکے کمرے میں نسوار نہیں کھاؤ گے۔امید ہے دوبارہ شکایت کا موقع نہیں ملے گا،ابو سعد دونوں کو عربی میں تنبیہ کرتے آگے بڑھ گ ئے اور وہ دونوں کمرے میں اکیلے رہ گ ئے اور خاموشی سے ایک ایک کونا پکڑ کے بیٹھ گ ئے۔

ابو سعد کے چہرے پہ باہر جاتے ہی ازلی مسکراہٹ نمودار ہو گ ئی تھی، سعودیہ عرب کے عربوں کی خاص بات یہی تھی کہ ان میں سے اکثر بہت مہمان نواز اور رحم دل تھے، وہ ملازموں کو بھی گھر کے فریق سمجھتے تھے اور انکا خیال رکھتے تھے، دوسری جو بہت خوبصورت بات ہے کہ وہ کسی کا نام نہیں بگاڑتے، کوئ نک نیمز نہیں رکھتے اور پورے نام سے بلاتے ہیں جو کہ بہت بھلا لگتا ہے مگر ہادی اور مرجان کے لیے تمام آسائیشوں اور مالکوں کی رحم دلی کی باوجود بھی یہ جگہ دیار غیر ہی تھی کہ کوئ اپنا نہ لگتا تھا، کہتے ہیں کہ پردیس جا کے وطن کی مٹی سے بھی پیار ہو جاتا ہے مگر یہاں تو اپنے ہم وطن ہی آپس میں الجھے بیٹھے تھے کہ گھر سے دور آ کے سب کو فقط اپنا

www.novelsclubb.com

مقصد یاد رہتا ہے اور جب گھر کی یاد زیادہ ستانے لگے تو آدمی یونہی چڑچڑا ہونے لگتا ہے کہ ہادی کی گھر سے دور یہ پہلی عید الاضحیٰ تھی اور مرجان کو تین سال ہونے کو آئے تھے کہ اس نے گھر کا منہ نہ دیکھا تھا۔ایسے میں ان دونوں کا یوں بات بات پہ ہتھے سے اکھڑ جانا جائز لگتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

عبدالباری نے دروازہ کھولا تو دروازے پہ موجود ہستی کو دیکھ کے اس کی باچھیں کھل گئیں۔۔

اماں کے ساتھ وہ بھی آئی تھی مگر یہ کیا نہ سلام نہ دعا وہ تن فن کرتی ریما کے پاس کچن میں چلی گئی۔

اماں نے چادر اتاری اور ابا کے ساتھ پائنتی پہ ہی ٹک گئیں، مگر اس سے پہلے کہ وہ سونیا کے روپے کے متعلق پوچھتا ابا نے پھر سے اپنی بھینسے والی کہانی سنانا شروع کر دی تھی، اور وہ تنگ آکر کچن میں ہی چلا گیا کیونکہ اس سے صبر کرنا مشکل ہو رہا تھا یا یوں کہہ لیں صبر کرنا اسکی فطرت میں تھا ہی نہیں خاص کر تب جب اسکی چھٹی حس اسے کسی چٹخارے دار کہانی کا الارم سنا رہی ہو۔

ریما ابھی سالن بنانے میں مصروف تھی اور سونیا خاموشی سے برتن دھو رہی تھی، یہ منظر دیکھ کے اس کا سارا مزہ کرکرا ہو گیا کہ یہاں تو راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔ وہ مایوس ہو کے واپس پلٹا ہی تھا کہ برتنوں کی اٹھا پٹخ سے اس کے چہرے پہ شیطانی ہنسی نمودار ہوئی کہ دال میں کچھ تو کالا ہے وہ خاموشی سے جا کے بھابھی کے ساتھ کھڑا ہو کے رازداری سے پوچھنے لگا،

پاکستانی فوج پہ اتنا برا وقت کیوں آیا ہوا ہے؟ ریما نے اسکے سوال پہ صرف آنکھوں سے خاموش رہنے کی تنبیہ کی۔

www.novelsclubb.com

کیا اماں اپنی ہونے والی بہو کو ابھی سے کام پہ لگانے کے لیے لائی ہیں؟ وہ بھی عبدالباری تھا، اس کے پیٹ میں اٹھتے مروڑ اسے سکون سے کدھر بیٹھنے دینے والے تھے۔

میں تمہاری ساری بکواس سن رہی ہوں، ریما سے پہلے سونیا نے جواب دیا تو باری نے زبان ہونٹوں تلے دبالی۔

اچھا مجھے لگا تم غصے میں ہو تو۔۔۔

غصے میں ہوں بہری نہیں ہوں، اس سے پہلے کہ باری کی بات مکمل ہوتی سونیا نے اسکا جملہ اچک لیا۔

چلو اب سن ہی لیا ہے تو خود ہی بتا دو منہ پہ بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں؟ بال کی کھال نکالے بغیر وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

سونیا نے اسکی بات سن کے اَن سنی کر دی اور نل کھول کے صابن لگے برتن دھونے لگی اور پھر ٹوکری میں رکھنے (تقریباً پٹخنے) لگی۔ یہ عبدالباری کو بتانے کا

www.novelsclubb.com

انداز تھا کہ دفع ہو جاؤ مگر ایسی باتوں پہ وہ ذرا کم ہی دھیان دیا کرتا تھا اس لیے واپس ریما کی طرف مڑا۔

بھابھی آپ ہی بتا دو کیا سسپنس بڑھا رہی ہو دونوں۔۔

کچھ خاص نہیں ہوا بس عاطف اسکی پسند کی مہندی نہیں لایا۔۔ریما نے جھنجھلا کے بتا ہی دیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ سب جانے بغیر یہ بلا ٹلے گی نہیں۔

اچھا تو یہ کونسا بڑا مسئلہ ہے ابھی تو ہفتہ پڑا ہے عید میں۔۔۔یہ تو کھودا پہاڑ نکلا چوہا والا سین نکلا وہ بھی مرا ہوا وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا۔

مہندی سونیا نے خود نہیں بکرے کو لگانی تھی،ریما بتانے لگی تھی کہ اسے باہر سے گڑیا کے رونے کی آواز آئی تو وہ باہر کی طرف بھاگی۔

کیا یار چھوٹی چھوٹی باتوں پہ موڈ آف کر لیتی ہو،اب کیا بکرے کے لیے بھی اسپیشل مہندی چاہیے تھی؟کوئی بھی لگا سکتی ہو اسکی کونسا اسکن خراب ہو جانی تھی۔اب کچن میں بس وہ دونوں رہ گ ئے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہاں مجھے پنک کلر کی مہندی چاہیے تھی، پنک بکرا تو ملتا نہیں، میں اسکو مہندی سے پنک کر دیتی۔۔

کیا؟ پنک مہندی؟ باری کی چیخ ہی تو نکل گئی تھی پنک مہندی کا سن کر۔

ہاں ناں مارکیٹ میں اب تو ہر کلر کی مہندی ملتی ہے، مگر بس اس عاطف کو ہی نہیں ملی ہو نہہ، سونیا نے پہلے جوش سے بتایا اور عاطف کے ذکر پہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔

یار تم پنک کلر سے اتنی آبسیسڈ کیوں ہو؟ وہ ابھی تک صدمے میں تھا۔

www.novelsclubb.com

آج تک گلابی رنگ کی چوڑیاں تو تم نے دلائی نہیں تمہیں بڑا پتا ہے کہ میں پنک کلر آبسیسڈ ہوں، سونیا نے تنک کر کہا۔

ابھی بے روزگار ہوں ناں، کچھ ہو جائے کام کا پھر دلادوں گا چوڑیاں بھی، وہ ایک دم سنجیدہ ہوا۔

کام کا تو سیزن چل رہا ہے یہ تم پہ ہے کہ کرتے ہو یا نہیں، سونیا کا موڈ اب نارمل ہو چکا تھا۔

لو جی کام ملے تو سہی، ضرور کروں گا، عبدالباری نے ایسے سینہ تان کے کہا جیسے وہ ہمیشہ سے ورکاہولک ہی تو رہا تھا۔

تو بن جاؤ موسمی قصائی، اچھی خاصی دیہاڑی لگ جاتی ہے عید پہ، سونیا نے چٹکی بجا کے حل پیش کیا۔

اس سے زیادہ مہذب پیشہ نہیں ملا تمہیں میرے لیے، ویسے بھی کیوں مجھ جیسے اناڑی سے کسی جانور کی اذیت ناک جان نکلوانی ہے، اس نے جھرجھری لے کر کہا۔

www.novelsclubb.com

فلحال تو تمہاری جان نکلی ہوئی ہے، سونیا نے اسکا اڑا رنگ دیکھ کے قہقہہ لگایا۔

اچھا سنو! میں لادوں گا تمہیں پنک مہندی لگا لینا اپنے بکرے کو بھی اور اپنے ہاتھوں پہ بھی، باری نے اپنی طرف آتی توپوں کا رُخ بدلنا چاہا اور کچھ نہ لا کے دینے کا طعنہ بھی۔

اسکی ضرورت نہیں اب۔۔عاطف کی لائی مہندی پہلے ہی بکرے کا رنگ بگاڑ چکی ہے۔۔۔اس نے اداسی سے کہا۔

پھر یہاں کیا کرنے آئی ہو، وہ اپنا ہیرو بننے کا پروگرام کینسل ہوتے دیکھ کے تپ گیا۔

خالہ نے کہا ساتھ چلو، عاطف اور بکرے کی شکل نہیں دیکھو گی تو موڈ بہتر ہو جائے گا، سونیا نے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

جی یہاں تو جیسے ہر وقت کامیڈی ود کپل شرما چلتا ہے ناں۔۔باری نے منہ بنا کے کہا۔

معروف ڈاکٹر گلاٹی تو میرے سامنے کامیڈی کر رہے ہیں، میں اتنے سے کام چلا لوں گی۔۔یہ کہتی سونیار کی نہیں اور ہنسی دباتی صحن کی طرف نکل گئی۔

اماں بھی کیا ڈھونڈ کے لائی ہیں بہوئیں ایک مغرب تو دوسری مشرق۔۔وہ ابھی تک خود کو ڈاکٹر گلاٹی بلائے جانے پہ صدمے میں تھا۔مانا اسکے بال گھنگریالے اور جسامت دبلی پتلی تھی مگر وہ کہیں سے بھی ڈاکٹر گلاٹی نہیں لگتا تھا۔

جیسا بیٹا ویسی بہو،جوڑ کے ساتھ جوڑ ملایا ہے اماں نے،ریما نے کچن میں آتے اسکی بات سنی تو ہنستے ہوئے جواب دے دیا۔

یہاں واقعی کامیڈی ود کپل چل رہا ہے توبہ توبہ،وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا،شریر سا مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

ریما کی شادی اپنے چچازاد سے ہوئی تھی،یوں ایک بہو سسرال سے لانے کے بعد اب اماں کی خواہش تھی کہ وہ ایک بیٹے کا رشتہ اپنے میکے میں کریں تاکہ اپنے خاندان سے بھی جڑی رہ سکیں،اس لیے عبدالباری کا رشتہ اس کی خالہ زاد کزن سونیا سے طے تھا جو کہ کچھ گلیاں چھوڑ کر اسی محلے میں ہی رہتی تھی تو آنا جانا لگا رہتا تھا۔

****

عید کو آنے میں بس ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا اور عرب رواج کے مطابق اس وقت ان کے مالکان یعنی ابو سعد کے گھر بھی زور و شور سے عید کی تیاریاں جاری تھیں۔

عرب میں یہ رواج عام ہے کہ وہ لوگ اپنے گھر کا فرنیچر اور کارپٹ وغیرہ میں جو بھی بدلنا ہو یا نیا لانا ہو تو عید کے موقع پہ کرتے ہیں، یہ ایک طرح سے انکی روایت بھی تھی اور عید کی خوشی ظاہر کرنے کا موقع بھی کہ وہ عید کے پُر مسرت موقع پہ اپنے گھروں کی تفصیلی صفائیاں اور رنوویشن کرتے، جس سے عید کے اسلامی تہوار ہونے اور اسکی اہمیت کا احساس ہوتا اور سب پر جوش ہوتے۔

www.novelsclubb.com

اس وقت ابو سعد کے گھر بھی تفصیلی صفائی کا کام شروع ہو چکا تھا گھر کے سارے قالین نکال کے فرش دھوئے جا رہے تھے اور نئے قالینوں کی خریداری بھی ہو چکی تھی جو فرش سوکھنے کے بعد بچھائے جانے تھے۔

عبدالہادی کے بھی یہ دن بہت مصروف گزر رہے تھے کیونکہ وہ ڈرائیور تھا تو بازاروں کے چکر لگانے میں مصروف تھا، آج جب وہ بازار آیا تو پارکنگ لاٹ میں انتظار کرنے کے بجائے خود بھی شاپنگ کا ارادہ کر لیا، اتنا عرصہ ہوا تھا اسکو یہاں آئے اور وہ گھر والوں کے لیے کچھ بھی نہیں خرید سکا تھا کیونکہ جو کمائی ہوتی تھی وہ گھر کے خرچ اور قرضہ اتارنے میں چلی جاتی تھی مگر اب قرضہ اتر چکا تھا اور اس کے پاس کچھ بچت کیے ہوئے پیسے بھی تھے جن کو دیکھ کے دل خواہش کرتا تھا کہ عید جا کے اپنوں کے ساتھ منا لے مگر پچھلی عید یاد آتی تو ساری خواہشیں دم توڑ دیتیں اور دماغ یہی پہ ایک دو سال اور لگانے کے لیے راضی ہو جاتا۔

اس لیے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس بار عید اپنوں کے ساتھ نہیں منا سکتا تو کیا ہوا وہ ان کے لیے تحفے تو بھیج ہی سکتا ہے کہ ان کے لیے یہ عید پچھلی عید سے بہتر

www.novelsclubb.com

ہو سکے کہ وہ جب جب رات کو لیٹتا پچھلی عید اور اس پہ کیا گیا صبر خواب کی صورت نازل ہو جاتا اور دماغ کو الجھائے رکھتا، یوں دل اور دماغ میں اک جنگ چھڑ جاتی اور تب تک جاری رہتی جب تک وہ نیند کی آغوش میں نہ چلا جاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ریما جلدی جلدی کڑھائی کرنے میں مصروف تھی کہ عید میں صرف تین دن باقی رہ گئے تھے اور آج اسکو باجی شمائلہ کا سوٹ مکمل کر کے پھر سلائی کر کے دینا تھا۔ دروازے پہ دستک ہوئی تو وہ جھنجھلا کے اٹھی کیونکہ اسے اپنے کام میں خلل بالکل پسند نہ تھا۔

دروازے پہ ہادی اور گڑیا کو ڈھیر سارے شاپر اور آئسکریم کے ساتھ دیکھ کے حیران ہوئی مگر گڑیا کی موجودگی میں وہ کوئی سوال نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ بے حد

خوش تھی اور ہادی کے چہرے پہ بھی حد درجہ اطمینان تھا۔اس لیے وہ خاموشی سے سامان لے کے اندر آ گئ۔ گڑیا کسی چڑیا کی طرح چہک رہی تھی اور ہادی اس کو مسکرا کے دیکھ رہا تھا، وہ ان دونوں کی خوشی میں خوش تھی مگر اس کے دماغ میں کئی سوال اٹھ رہے تھے جن کے وہ جواب چاہتی تھی۔

اس نے ایک شاپر کھولا تو اس میں سے گڑیا کی کالے رنگ کی لال پولکا ڈاٹ سے سجی فراک نکلی، اور دوسرے شاپر میں سے لال سوٹ جھانک رہا تھا، اس نے وہ نکالا تو ہادی بول پڑا" یہ تمہاری لیے اور وہ آسمانی والا اماں کے لیے۔"

گڑیا بیٹا جاؤ یہ سب دادو کو دکھا آؤ، ہادی نے اسکی مشکل آسان کر دی اور گڑیا کو اماں اور گڑیا کا سوٹ دے کر باہر بھیج دیا۔

یہ سب کہاں سے آیا؟ گڑیا کے جاتے ہی ریما نے فوراً پوچھا۔

وہ ٹائپ رائٹر والی جاب سے کچھ پیسے لینے رہتے تھے وہاں سے، ہادی نے نرمی سے بتایا۔

www.novelsclubb.com

تو پیسے ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی گڑیا کا سوٹ بنا دینا تھا میں نے، باجی شائلہ کے سوٹ میں سے بچنا تھا کپڑا، وہ روٹھ گئی۔

مگر تمہارا سوٹ تو نہ بنتا ناں، یا تمہارا ابھی بن جاتا اس بچے ہوئے کپڑے سے؟ وہ بڑی معصومیت سے آنکھیں کھولے پوچھ رہا تھا۔

میں بچی نہیں ہوں جس کو عید پہ لازم نیا سوٹ چاہیے ہو، وہ اس کی بات پہ مسکرا کے بولی۔

www.novelsclubb.com

مگر مجھے میری بیگم نئے سوٹ میں چاہیئے ناں عید کے دن، وہ بھی وضاحت دینے لگا۔

جب حالات بہتر ہو جائیں گے تب یہ شوق بھی کر لیں گے پورے، وہ اب لال سوٹ سامنے رکھے خود کو شیشے میں دیکھ رہی تھی۔

حالات بھی سمجھو بہتر ہو گئے اب، ہادی ایک دم سیدھا ہو کے بیٹھا۔

اچھا وہ کیسے؟ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے کیا؟ وہ مڑ کے پوچھنے لگی۔

ہاں ایسا ہی سمجھ لو کہ اب خزانے کا منہ کھلنے والا ہے۔۔وہ مسکرا کے اسکی بے چینی دیکھ رہا تھا جو سب کچھ جاننے کو بیتاب تھی۔

اچھا اب پہیلیوں میں باتیں نہ کریں اور کھل کے بتائیں سب،وہ کپڑے سائڈ پہ رکھتی اس کے پہلو میں آبیٹھی۔

بات یہ ہے کہ ڈرائیونگ ویزہ لگ گیا ہے اور اور عید کے بعد جانا ہے مجھے تو بس جاتے ہی کام لگ جائے اس کے بعد حالات بھی بہتر ہو جائیں گے انشااللہ۔۔

www.novelsclubb.com

انشااللہ۔۔وہ جتنی پر جوش تھی سب جاننے کے لیے اب اتنی ہی خاموش ہو گئی تھی۔

کیا ہوا تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟وہ اس کا اداس چہرہ دیکھ کے پوچھنے لگا۔

نہیں آپ کا کام لگ گیا یہ سوچ کے خوش ہوں مگر آپ کے دور جانے کا خیال خوش ہونے نہیں دے رہا۔۔اس نے لب کاٹتے وضاحت دی۔

ہمیشہ کی تنگی سے کچھ عرصے کی دوری بہتر ہے،ایک بار سیٹل ہو جاؤں پھر انشااللہ ساتھ رہنے کا بندوبست بھی کر لیں گے کوئی،وہ اس کا ہاتھ تھامے سہلانے لگا جو پسینے سے تر ہو چکا تھا،ہادی کا اپنا دل بھی ایک لمحے کے لیے لرزا تھا مگر اسکو کمزور نہیں پڑنا تھا اس لیے وہ خاموشی سے ریما کو دیکھتا رہا کہ اسکو یوں سامنے بٹھا کے دیکھنے کے لیے چند گنے ہوئے دن رہ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پچھلی عید پہ جب ہادی ریما اور گڑیا کے لیے شاپنگ کر رہا تھا تو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے بار بار اپنے بٹوے میں جھانکنا پڑتا تھا مگر اس بار وہ کھل کے پیسے لٹانا چاہتا تھا۔ شاپنگ مال میں گھومتے ہوئے اس کی نظر ایک خوبصورت سفید اور گلابی فراک پہ

پڑی، فراک کا کلر بے بی پنک تھا جس پہ سفید کالر اور نیچے سے سفید جالی دار گھیر تھا، کالر سے نیچے گھیر تک ہلکی پھلکی کڑھائی کر کے چھوٹے چھوٹے پھولوں کا اسپرے کیا ہوا تھا، وہ ننھی سی فراک اس قدر نازک اور چمکدار تھی کہ لگتا تھا چھونے سے میلی ہو جائے گی اور ہادی کو وہ فراک دیکھتے ہی اس میں اپنی گلابی گالوں والی گڑیا ہنستی ہوئی دکھائی دینے لگی، اس نے اسی پل وہ فراک لینے کا فیصلہ کر لیا اور شاپنگ کارٹ میں ڈال لیا۔

www.novelsclubb.com

اماں کے لیے اس نے ایک آف وائٹ کلر کی کشمیری شال خریدی کہ ان کو شالیں بہت پسند تھیں اور جب ریما کی باری آئی تو اس کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ وہ کیا خریدے، کیونکہ جس جگہ وہ موجود تھا وہاں لیڈیز میں ہر جگہ فینسی ڈریس جیسا کہ میکسی وغیرہ تھے یا پھر اسکرٹس تھیں اور یہ ریما کے مزاج کے لباس نہیں تھے پھر آخر کار اس نے ریما کے لیے کنگن اور چین لینے کا فیصلہ کر لیا، جب وہ آرٹیفیشل جیولری کی شاپ ڈھونڈ رہا تھا تو سامنے ایک گولڈ جیولر کی شاپ نظر آئی اس کا بے ساختہ دل چاہا کہ وہ یہاں سے کچھ خرید سکے مگر اس کی جیب ابھی اس کی اجازت

نہیں دیتی تھی اس لیے وہ آگے بڑھ گیا مگر اس نے دل میں تہییہ کر لیا تھا کہ وہ ایک دن یہاں سے ریما کے لیے خریداری ضرور کرے گا۔

ابا اور عبدالباری کے لیے اس نے گھڑیاں خرید لیں، جب اپنی باری آئی تو وہ سوچ میں پڑ گیا کہ اپنے لیے کیا خریدے، عید کا دن تھا تو سوچا نیا سوٹ لے لے کیونکہ اسکو ریما کی بات یاد آئی تھی کہ "مرد عید نماز نئے سوٹ میں پڑھتے اچھے لگتے ہیں"، لیکن اس کو لگا اس بار اسکی ضرورت نہیں کہ ریما تو ہے نہیں یہاں یہ دیکھنے کے لیے کہ سوٹ نیا ہے یا پرانا۔

www.novelsclubb.com

پھر خیال آیا اپنے لیے بھی گھڑی لے لے مگر پھر وہ بھی پیسوں کا ضیاع لگنے لگی کہ ٹائم تو موبائل پہ بھی دیکھا جا سکتا ہے، یوں اس نے اپنی لیے کچھ نہیں خریدا اور باقی سامان کی پے منٹ کرتا باہر آ گیا اور مالکن کے آنے کا انتظار کرنے لگا کیونکہ ابھی گھر جا کے سامان کی پیکنگ بھی کرنی تھی اور پھر جا کے عثمان کو دے کے آنا تھا جو عید سے پہلے گھر جانے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چاند رات تھی، جہاں سب عید کی تیاریوں میں مصروف اور خوش تھے وہی عبدالہادی ویڈیو کال کر کے اپنے گھر والوں کے ساتھ عید کی خوشیاں منانے کی کوشش کر رہا تھا کہ آج کے دور میں یہ ویڈیو کالز بھی غنیمت ہیں آپ اپنوں کو دیکھ سکتے ہو اور سن سکتے ہو، نہ جانے وہ خطوط اور کیسٹ والا زمانہ کیسا ہوتا ہو گا اس میں تو شاید جدائی انسان کو آدھا مار ہی ڈالتی ہو گی۔

یہ دیکھیں بابا کتنی پیاری لگ رہی ہوں میں۔۔ سامان گھر پہ پہنچ چکا تھا اور گڑیا اپنی فراک پہن کے دکھا رہی تھی اور اس کے انداز بتا رہے تھے کہ وہ ہواؤں میں ہے۔

www.novelsclubb.com

ہاں بیٹا میری گڑیا تو آج بالکل شہزادی لگ رہی ہے۔۔ہادی نے اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا کہ اس بار اسکی گڑیا کو بہترین سوٹ ملا تھا مگر وہ اسکو گود میں بٹھا کے پیار نہیں کر سکتا تھا۔

اماں بھی اپنی شال پا کے خوش تھیں اور اس گرمی کے موسم میں اپنے ارد گرد لپیٹ کے بھی دکھائی تو ہادی کو مجبوراً کہنا پڑا،

"اماں ابھی رکھ دیں، سردیوں میں اوڑھیے گا،اب سب کا کچھ نہ کچھ بھیج رہا تھا تو مجھے آپکے لیے یہ اچھی لگی تو لے لی مگر ایسی گرمی میں تو نہ اوڑھیں"۔

کیا ہادی بھائی آپ اماں کو جانتے نہیں؟ابھی تو یہ شال اوڑھ کے آس پڑوس میں جا کے سبکو بتائیں گی کہ یہ انکے لاڈلے سپوت نے باہر سے بھیجی ہے۔۔اور باری کی اس بات پہ سب ہنس پڑے۔اماں جو واقعی ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں ذرا کھسیانی سی ہو گئیں۔

www.novelsclubb.com

اچھا اب ایسی بھی کوئی قیامت نہیں آگئی، میرے بیٹے کی محنت کی کمائی سے آئی ہے تو میں اوڑھ کے دیکھو بھی نہ۔۔اماں نے سب کی ہنسی اور اپنی شرمندگی روکنے کے لیے ڈانٹ کا سہارا لیا۔

میری پیاری اماں جو آپکا دل کرے وہ کریں، اس باری کی تو زبان میں کھجلی رہتی ہے، ہادی سے ماں کی ناراضگی برداشت نہ ہوئی تو بول پڑا۔

ابا اور باری بھی خوش تھے، ریما ابھی کچن میں تھی تو اس سے بات نہ ہو سکی، باقی گھر والوں کی خوشی دیکھ کے وہ خوش ہوتا رہا۔اسکی عید کل کو تھی اور پاکستان والوں کی پرسوں تو ادھر سب معمول کے حساب سے چل رہا تھا، اس نے ابا سے قربانی کے جانور کی تفصیلات لیں اور تصویریں دیکھیں، ایسا پہلی بار تھا کہ وہ اپنی کمائی سے قربانی کرنے جا رہا تھا اور قسمت کی ستم ظریفی تھی کہ وہ یہ قربانی دیکھنے کے لیے وہاں موجود نہیں ہو گا۔اسے بے ساختہ پچھلی قربانی یاد آئی۔۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

اماں یہ کیسا بکرا لیا ہے اس بار؟ اتنا دبلا پتلا سا اس کی تو کوئی ٹور ہی نہیں ہے، ہادی اور ابا ابھی بازار سے بکرا لے آئے تھے اور وہ باری کو بالکل پسند نہیں آیا تھا، ابا کے سامنے کچھ بولنے کی جرات نہیں تھی تو وہ اماں کے سامنے دل ہلکا کرنے لگا۔

اس دن جو تم میرے بکرے کا مذاق اڑا رہے تھے اسی کا نتیجہ ہے، سونیا ہاتھ میں ڈونگا لیے ابھی آئی تھی اور آتے ہی باری کی کھنچائی کر دی اور یہ انکا بچپن سے چلا آرہا تھا اس لیے کسی کو عجیب بھی نہیں لگتا تھا۔

میں نے کب مذاق اڑایا تمہارے بکرے کا جل ککڑی؟ وہ تنک کے بولا۔

پنک بکرے پہ کیسے ہنس رہے تھے تم، تم اتنی پنک کلر آبسیسڈ کیوں ہو۔۔ سونیا نے باقاعدہ اسکی نقل اتاری جس پہ ریما اور اماں کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔

تو پاگل لڑکی پنک بکرا بھی ہوتا ہے کیا؟ باری نے بھی چڑ کے پوچھا۔

یہاں پھر کونسی جنگ عظیم چھڑی ہوئی ہے؟ ہادی ابھی نماز پڑھ کے آیا تھا اور ان کی تُوتُو میں میں کی وجہ پوچھی۔

باری کو بکرا پسند نہیں آیا، کہتا ہے بہت دبلا ہے۔۔اماں نے بتایا۔

جتنا گڑ اتنا میٹھا، اسے کہتیں اتنے میں سانڈ خرید آتا، ہادی باہر سے ہو کے آیا تھا، باہر کی گرمی اور مہنگائی نے ویسے دماغ خراب کر رکھا تھا اور باری کا بچکانہ رویہ اسے کبھی کبھار غصہ دلا دیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہادی کا خراب موڈ دیکھ کر سب خاموش ہو گئے، سونیا نے ڈونگے میں پکڑی حلیم ریما کو پکڑائی اور گھر جانے کے لیے مڑ گئی، باری بھی کھسیانا ہو کے باہر نکل گیا کہ اس سے پہلے ابا آ کے اس کی مزید چھترول کرتے، اور ہادی اماں کو منڈی کا حال سنانے لگا کہ کیسی آگ لگی ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

عید کا دن بھی آہی گیا تھا، اس دن ریما اور گڑیا کی شاپنگ کرتے ہادی نے اپنا سوٹ نہیں خریدا تھا مگر ریما نے اس کے لیے اپنے سلائی کے پیسوں سے سوٹ خرید رکھا تھا اور اسکو عید کے دن یہ سرپرائز ملا تھا۔

اسکی کیا ضرورت تھی، میٹھی عید والا کرتا بالکل نیا رکھا تھا، ہادی الماری میں نیا کرتا دیکھ کے اب بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔ اسکا یوں ریما کا محنت کرنا اور پھر وہ پیسے ہادی اور گڑیا پہ لٹا دینا اچھا نہیں لگتا تھا، یہ سب اسکی ذمہ داری تھی۔

مجھے عید کے دن مرد پرانے کپڑوں میں عید نماز پہ جاتے اچھے نہیں لگتے، وہاں بالکل بھی فرق نہیں پڑا تھا ہادی کی ناراضگی کا۔

تم تو کہتی تھیں میں تمہیں ہر حال میں اچھا لگتا ہوں۔ خالی جیب کے ساتھ بھی۔۔ وہ اسے پرانی بات یاد دلانے لگا۔

www.novelsclubb.com

ہاں مگر عید کے دن نئے کرتے اور عیدی دیتے ہوئے اچھے لگتے ہیں نا کہ پرانے کپڑوں میں خالی جیب کے ساتھ۔۔وہ اب اسکے کپڑے ہینگر میں سے نکالنے لگی تھی۔

باتوں میں تم سے کوئی نہیں جیت سکتا لڑکی۔۔ہادی نے آخر ہار مان لی۔

تو نہ کریں کوشش اور نہانے جائیں ورنہ عید نماز رہ جائے گی۔۔اس بات پہ وہ جلدی سے نہانے چلا گیا کہ دیر ہو گئی تو ابا کا موڈ عید کے دن خراب ہو جائے گا اور پھر وہ سب کا کر دیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عید نماز کے بعد سب صحن میں جمع تھے،عبدالباری اور گڑیا کی عیدی پہ بحث جاری تھی،باری اسکو دس روپے عیدی دے رہا تھا مگر گڑیا سو روپے پہ اڑی تھی کہ اسکو

www.novelsclubb.com

گڑیا لینی تھی جو دس روپے میں نہیں آسکتی تھی۔سب ان چچا بھتیجی کا کھیل دیکھنے میں مصروف تھے کہ انکا قصائی بھی آگیا جو کہ ہوا کے گھوڑے پہ سوار تھا کیونکہ اسے اور بھی کئی جگھوں پہ جانا تھا،اس لیے وہ تینوں باپ بیٹا قصائی کے ساتھ لگ گئے۔ہادی نیچے بچھانے کے لیے چٹائی لے آیا اور باری گوشت ڈالنے کے لیے بڑا پتیلا لینے چلا گیا۔

قصائی نے بکرا لٹکایا اور منٹوں میں حلال بھی کر دیا۔اماں نے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور گھر میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے عبدالباری کی شامت آئی ہوئی تھی، کبھی اس کے گھر تو کبھی اس کے گھر وہ اسی انتظار میں تھا کہ خالہ کے گھر کی باری کب آئے گی لیکن نہ وہ باری آنی تھی نہ آئی۔

جب سب کے گھر کا ہو گیا تو اماں کھڑی ہوئیں اور کہا "میں سفینہ (بہن) سے عید بھی ملتی آؤں گی اور یہ گوشت بھی دیتی آؤں گی، عبدالباری بھی صبح سے لگا ہوا ہے تھک گیا ہو گا۔۔"

www.novelsclubb.com

عبدالباری اماں کی اس کایاپلٹ پہ بالکل حیران کھڑا تھا۔

اچھا میں بھی ساتھ چلتا ہوں، اب آپ گوشت لیے جاتی اچھی تھوڑی لگیں گی، اس نے اماں کو آفر کر کے اپنا غم غلط کرنے کی کوشش کی۔

ہائے اللہ! کیا ہو گیا تم آجکل کے بچوں کو، ایسے نہ کرو ویسے نہ کرو اچھا نہیں لگتا۔۔

بھئ کس کو اچھا نہیں لگے گا؟ اماں نے ابرو چڑھائے۔

میں تو بس ویسے ہی کہہ رہا تھا، باری کو اپنی دال گلنے کے کوئ آثار نظر نہ آئے تو اس نے ہار مان لی۔۔

www.novelsclubb.com

چل اب تھک گیا ہو گا، گرمی بہت ہے آرام کر لے۔۔اماں نے بڑے خلوص سے یہ کہا اور چادر اوڑھ کے، ہاتھ میں گوشت کا شاپر پکڑے چل پڑیں۔۔اور

عبدالباری کی فق ہوئ رنگت دیکھ کے ہادی اور ریما کا ہنسی روکنا مشکل ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

آج عبدالہادی کی سعودیہ عرب میں دوسری عید تھی، پہلی وہ عیدالفطر گزار چکا تھا اور اسی تجربے کی وجہ سے ہی عیدالاضحیٰ نے اسے ایک ہفتہ پہلے ہی ڈرانا شروع کر دیا تھا اور وہ اپنوں کے ساتھ عید منانا چاہتا تھا مگر اس کی جیب اجازت نہ دیتی تھی، جب گھر بات ہوتی تو سب کو خوش دیکھ کر اور رزق کی پریشانی نہ دیکھ کر مطمئن ہو جاتا مگر رات کے اندھیرے میں اور ایسے خوشی کے موقعوں پہ گھر کی بہت یاد آتی۔ یہاں اپنے گھر سے زیادہ سہولتیں تھیں مگر پھر بھی یہ جگہ کبھی اس کے لیے گھر نہ بن سکی کہ گھر تو گھر والوں سے ہوتا ہے اور اسکے گھر والے اس سے بہت دور تھے۔

تبھی وہ پچھلے ایک ہفتے سے اپنے گھر پہ گزاری آخری عید کو یاد کرتا رہتا تھا یا یوں کہہ لیں وہ آخری ایک ہفتہ اس سے بغیر اجازت لیے خود ہی اس کے دماغ کی سلیٹ پہ

www.novelsclubb.com

کسی فلم کی طرح چلنے لگتا اور روز کوئی نہ کوئی بات ذہن کے کورے کاغذ پہ نمودار ہو جاتی۔ اور آج رات گھر کی کہانی اختتام کو پہنچی تھی کہ اس کے خوابوں کا محور وہ دن رہا تھا جب عید الاضحیٰ کے ٹھیک پانچویں دن وہ پیچھے گھر والوں کو نم آنکھوں کے ساتھ چھوڑتا اور اپنے آنسو پیتا ہوا جہاز میں بیٹھ کر سعودیہ عرب پہنچا تھا۔

اس کی آنکھ فجر کی اذان سے کھلی تھی، اور خواب ٹھیک اسی جگہ ٹوٹا تھا جب اس نے اس اجنبی ملک کی سرزمین پہ قدم رکھا تھا اور اب شاید ان ماضی کے خوابوں کا سلسلہ رک جائے کہ اس شہر کی کسی یاد کو دل دوبارہ جینا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے پاؤں بستر سے نیچے اتارے اور وضو کرنے چل دیا، قریبی مسجد میں جا کے فجر ادا کی اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہا کہ اس عید پہ اسکو دیر نہیں ہو رہی تھی، جب روشنی نے پورے آسمان پہ اپنے پَر پھیلا دیے اور سورج اپنی کرنوں کے ساتھ

www.novelsclubb.com

مشرق سے طلوع ہونا شروع ہوا تو عبدالہادی نے گھر یعنی اپنے مالکان کے گھر کے مردانہ سرونٹ کوارٹر کا رُخ کیا جہاں اس کو بھی ایک کمرہ ملا ہوا تھا۔

مالکوں کے گھر آج صبح صبح عید والی چہل پہل اور رونق تھی جس کا اندازہ گھر سے آتی خواتین ملازماؤں کی آوازوں سے لگایا جاسکتا تھا، عبدالہادی نے اپنے کمرے میں آکر نہادھو کے اپنے موجودہ کپڑوں میں سے جو جبہ سب سے بہتر حالت میں تھا نکالا اور زیب تن کرلیا، لمبے سلکی بالوں کو برش کر کے وہ عطر لگانے میں مصروف تھا جب اسکا فون بجنے لگا۔ آنے والی کال کو دیکھ کر اس کے اداس چہرے اور خاموش ہونٹوں پہ مسکان نمودار ہوئی اور اس نے یس کا بٹن دبا دیا۔

عید مبارک ارباب صاحب! ویڈیو کال تھی اور سامنے ریما بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

خیر مبارک! کیسا لگ رہا ہوں؟ اس نے وہی سوال پوچھا جو وہ ہر عید پہ پوچھتا تھا۔

بس ٹھیک ہی لگ رہے ہو، نیا سوٹ لیتے تو زیادہ اچھے لگتے، یاد ہے ناں عید کے دن پرانے کپڑوں میں اچھے نہیں لگتے ہو۔۔ ریما نے ناک چڑھایا۔

www.novelsclubb.com

یہ نیا ہی تو ہے، بس ایک بار پہنا تھا وہ بھی پچھلی عید پہ۔۔وہ یاد کر کے بتانے لگا۔

مگر اس سے پہلے کے ریما کوئی جواب دیتی، ہادی کا بلاوا آ گیا کہ وہ گاڑی نکالے، عید نماز پہ جانے کے لیے سب تیار ہیں۔اس نے ریما کو بعد میں بات کرنے کا کہہ کے فون رکھا اور گاڑی نکالی۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی مکہ شہر کی طرف رواں دواں تھی کہ وہ جدہ کے اس علاقے میں رہتے تھے جو مکہ پاک سے ستر کلو میٹر کی دوری پہ تھا اور وہ یہ سفر ایک گھنٹے میں طے کر کے عید نماز حرم شریف میں ادا کرتے تھے اور ایک یہی بات تھی جو یہاں کی عید میں عبدالہادی کو پسند تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ حرم شریف پہنچے تو وہاں معمول سے زیادہ رش تھا، تمام مرد سفید کپڑوں میں ملبوس کسی تھیم کا حصہ لگ رہے تھے اور ماحول میں ایک پُر سکوں سی مہک اور خاموشی تھی، اتنی بھیڑ کے باوجود بھی سر درد کرنے والا شور نہیں تھا، سب لوگ اس مقدس جگہ کے احترام میں موؤدب ہو کے کھڑے تھے، ہر طرف سے تکبیر کی آواز گونج رہی تھی۔

حرم شریف میں پہلا قدم رکھتے ہی ہادی کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے اسکا سینہ کھول کے سارے غم نچوڑ لیے ہوں اور قطرہ قطرہ کر کے اس کے اندر سکون اترنے لگا۔ عید کی نماز کے لیے وہ بھی ایک صف میں کھڑا ہو گیا اور جب دعا کا وقت آیا تو اس کا پر سکون دل جیسے پھر سے تڑپ اٹھا تھا اور آنکھیں نم ہو گئیں تھیں، اس نے جھکے سر، لرزتے ہاتھوں اور کانپتے ہونٹوں کے ساتھ بس یہی دعا کی کہ "یا اللہ! اپنوں کے بغیر یہ آخری عید ہو، یا تو مجھے اس قابل بنا دے کہ میں وہاں جا کے بہتر زندگی جی سکوں یا پھر اپنے خزانوں میں سے اتنا عطا کر کہ میں اپنوں کو اپنے پاس بلا

سکوں۔۔آمین" بول کے اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیرا اور مالکوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

عید نماز کے بعد سب ایک دوسرے سے گلے ملے اور ہر طرف سے "عید مبارک" کی آوازیں آرہی تھیں وہ بھی جا کے سب سے گلے ملا اور پھر گاڑی گاؤں کی طرف جانے والی سڑک پہ ڈال دی کہ وہاں جا کے قربانی ہونی تھی۔

قربانی کے لیے دو اونٹ تیار تھے، مرجان بھی وہاں پہلے سے موجود تھا، دونوں نے عید کی خوشی یا اپنوں سے دوری کے غم میں پچھلی تلخیاں بھلا کے ایک دوسرے کو گلے لگ کر عید مبارک کہا اور قربانی کا انتظار کرنے لگے۔ایک دوسرے سے ہزار گلے شکوے سہی مگر آج ان کا درد ایک جیسا تھا اور یہ دوسرے کی تکلیف سمجھ سکتے تھے۔

www.novelsclubb.com

پہلا اونٹ قربان ہوا تو ابو سعد نے ان دونوں کو پاس بلایا اور گاڑی میں گوشت رکھوا کے گھر لے جانے کا کہا تا کہ گھر پہ کھانے کی تیاری ہو سکے۔ وہ دونوں گھر کی طرف روانہ تھے اور خلاف معمول دونوں کو گہری چپ لگی تھی جب مرجان نے کہا۔

"ماڑا کوئی دکھی سا گانا ہی لگا دو۔۔"

اور ہادی نے بغیر کسی اعتراض کے کیفی خلیل کا گایا ہوا گانا پردیس لگا دیا اور وہ دونوں اپنی اپنی یادوں میں کھو گۓ کہ بس اب ان کی عید تمام تھی، اب جا کے بستر میں سو جانا اور مالکوں کی طرف سے پکا پکایا کھانا دوپہر یا شام تک مل جانا تھا کہ آج عید کا دن تھا اور بیک گراؤنڈ میں گانا بجتا رہا کہ :

روزی روٹی کے لیے اپنا وطن مت چھوڑو

جس کو سینچا ہے لہو سے وہ چمن مت چھوڑو

جا کے پردیس میں چاہت کو ترس جاؤ گے

ایسی بے لوث محبت کو ترس جاؤ گے

پھول پردیس میں چاہت کا نہیں کھلتا ہے

عید کے روز گلے کوئی نہیں ملتا ہے

میری امید، میرا پیار، میری آس رہو

تم مجھے چھوڑ کے مت جاؤ، میرے پاس رہو۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ختم شد